

شدت

ایک خبر ہے کہ کمشنر فیملی پلاننگ (خاندانی منصوبہ بندی) نے حیدرآباد میں اپنے ضلعی افسروں کے ایک اجلاس میں اس بات پر زور دیا کہ وہ خاندانی منصوبہ بندی (منبط ولادت) کی تحریک کو عوام میں پوری طرح مقبول کرائیں۔ ہم بقول ایک معاصر کے اس بانگ بے ہنگام ”پر خاموش نہیں رہ سکتے۔ منبط ولادت کی تحریک پر ملک کے سنجیدہ علمی و دینی حلقے ابتدا ہی سے اظہارِ ناز و تنگی کر رہے ہیں۔ اور برابر اس تحریک کی مضرتوں پر معاشی، اخلاقی اور شرعی و عقلی ہر پہلو سے روشنی ڈالی جا چکی ہے اور اب تک ڈالی جا رہی ہے۔ طویل مشاہدات و تجربات کی روشنی میں مرتب کردہ اس تحریک کے عقلی و شرعی تجزیہ سے ہمیں کلی اتفاق ہے کہ اس مہم کا براہِ راست اثر ہماری معاشرتی زندگی کے اخلاقی قدروں پر ہوگا۔ لذت پرستی اور جنسی سببِ راہِ رفتی کی ساری رکاوٹیں ختم ہو کر ایک اسلامی ملک میں اخلاقی انار کی فحاشی، بے حیائی اور زنا کاری کا شجرہٴ خبیثہ خوب پروان چڑھے گا۔ منبط ولادت کی غیر نظری کرشمہوں سے عورت و مرد کی جسمانی اور نفسیاتی صحت پر بُرا اثر پڑے گا۔ خانگی ذمہ داریوں اور اولاد کی تعلیم و تربیت سے سبکدوشی کے احساس سے نہ صرف شہوانی جذبات میں اضافہ ہوگا بلکہ پورا معاشرہ جو خاندان کے مضبوط و مستحکم رشتوں پر استوار ہوتا ہے بگڑ جائیگا۔ گھریلو فرائض جن کے نباہنے پر اولاد ہی ایک فرد کو مجبور کر سکتی ہے، اس سے فرار بہت آسان ہو کر معاشرہ باہمی حقوق سے گریزِ طلاق و ناچاقی کا شکار ہو کر رہ جائے گا۔

ان لازمی نتائج و خطرات کے علاوہ ایک ایسا منصوبہ جو ہمارے مسلم معاشرہ کے شرعی و معاشی اور اخلاقی اقدار کے کسی پہلو سے بھی جوڑ نہیں کھا رہا۔ موجودہ سنگین حالات میں جو بھارت جیسے عیارِ سامراج کے مقابلہ کی شکل میں ہمارے سامنے ہیں ضروری ہے کہ اس منصوبہ کے اس مہلک پہلو پر بھی توجہ کی جائے جس کا خمیازہ ساری قوم و ملت کو بھگتنے کا اندیشہ ہے۔ اس وقت جب کہ ظاہری اسباب میں ہماری کامیابی کا تمام تر دار و مدار اس ملک کی عددی قوت اور افرادی اضافہ پر ہے ایسی سکیموں کو زیرِ بحث لانا جس کی بنیاد کسی قوم کی تعداد یا نسل کشی

ان وجوہات سے تحدید نسل کا مسئلہ صرف اخلاقی اور معاشی یا مذہبی مسئلہ نہیں رہا۔ بلکہ بین الاقوامی حالات نے اسے پاکستان اور عالم اسلام کیلئے سیاسی اور خالصتہً ایکسٹرا نیشنل مسئلہ بنا دیا ہے۔ پھر ہمارا ملک جغرافیائی لحاظ سے ایسی پوزیشن میں ہے کہ ہماری چاروں طرف کی آبادی ہم سے تین گنا بلکہ آٹھ گنا تک زیادہ ہے۔ خود بھارت جس کے سامراجی عزائم کو جب تک خاک میں نہ ملا دیا جائے ہم لحظہ بھر اطمینان سے نہیں بیٹھ سکتے، وہاں کی آبادی ساڑھے چار گنا زیادہ ہے۔

ایسے حالات میں عواقب و نتائج سے بے پرواہ ہو کر اس تحریک کے ڈھنڈور سے پیٹنا رہو بیت عامہ اور شانِ رزاقیت کیلئے چیلنج اور قومی و ملی موت کے مترادف ہے۔ اور اسلامی و قومی تقاضوں کو بالائے طاق رکھ کر اس تحریک کی سرپرستی اور اسے قوم میں مقبول بنانے کی دعوت دینا قومی ناعاقبت اندیشی کے سوا کچھ بھی نہیں ہماری دلی خواہش ہے کہ ملک کے حقیقی مفاہمت کی بناء پر آئندہ ہر اس تحریک، منصوبہ اور اسکیم سے اجتناب کیا جائے جو ہمارے ملی اور قومی مزاج اور تقاضوں سے جوڑ نہ کھائے۔ اور اگر مغربی تہذیب و تمدن کی تقلید میں ہم سے کچھ غلطیاں سرزد ہوتی ہوں تو حالیہ واقعات سے سبق لیکر انہیں حرف غلط کی طرح مٹا دیا جائے اور ہر اس علمی و عملی اقدام کو سختی سے روک دیا جائے جو ملت مسلمہ کے لئے دینی اور اخلاقی قانون کا سامان مہیا کرے جو اسلامی جمہوریہ اور اس کے عینور مسلمانوں کو دینی اقدار اور مجاہدانہ کردار سے دور نہ کر دے اور جس سے اس عظیم قوم کی مؤمنانہ اور مجاہدانہ روح مجروح ہو خواہ وہ خاندانی منصوبہ بندی کی تحریک ہو یا عالمی قوانین کی پرفریب شکل یا تجدید ترقی اور فائش کے فکر انگیز نام اور یا اسلامی ریسرچ و تحقیق کے نام پر تہذیب دین کی تحریکیں۔ ہمارے خیال میں یہی وہ طرز عمل ہے جو ہمارے مستقبل کی تعمیر اور خوشحالی اور ملک کی بقا و سلامتی کا ضامن ہو سکتا ہے۔ اور یہی وہ طرز حیات ہے جسے حالیہ واقعات کے نتیجہ میں ہمارے قابل اور لائق احترام صدر مملکت محمد ایوب خاں نے حسب ذیل الفاظ میں اشارہ فرمایا کہ :

”یہ تجربات گہرے اور ہمہ گیر ہیں کسی عارضی جوش و خروش کا نتیجہ نہیں اور نہ وقتی اور نہ گذرنے والی باتیں ہیں۔ ان واقعات نے ہمیں زندگی کے ہر میدان کے لئے ایک مستقل طریق عمل بخشا ہے۔ اور یہی دراصل اسلام کا ضابطہ حیات ہے۔ انشاء اللہ اب یہی طریق عمل ہمارے آئندہ طرز فکر و عمل کے لئے مشعل راہ ہو گا۔“

سمیع